قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعہ 6 مارچ 2020ء | 10 رجب 1441ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:57

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

عٰلِمُ الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا ﴿۲۷﴾ اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ فَاِنَّہٗ یَسۡلُکُ مِنۡۢ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَ مِنۡ خَلۡفِہٖ رَصَدًا ﴿۲۸﴾ (الجن:27-28)

ترجمہ: وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا۔ بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔ پس یقیناً وہ اس کے آگے اور اُس کے پیچھے حفاظت کرتے ہوئے چلتا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

مثیلِ مسیحؑ کی بعثت

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری حالت کیسی نازک ہوگی جب ابن مریم یعنی مثیلِ مسیح مبعوث ہوگا جو تمہارا امام اورتم میں سے ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تم میں سے ہونے کی وجہ سے وہ تمہاری امامت کے فرائض انجام دے گا۔

(صحیح بخاری ۔ کتاب الانبیاء ، باب نزول عیسیٰ بن مریم)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

لیکھرام کی موت نے ثابت کردیاکہ وید کی تعلیم سراسر غلط ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

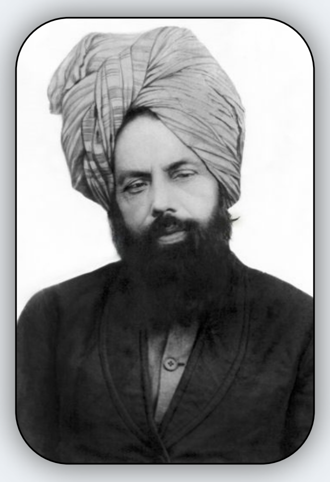

’’پس جبکہ لیکھرام کی موت نے اس بات کو ثابت کردیا کہ وہ قادر خدا اس زمانہ میں بھی برخلاف وید کے مقرر کردہ قانون قدرت کے الہام کرتا ہے تو وید کا سارا قانون قدرت دریا بُرد ہوگیا اس صورت میں وید کی بات کا کوئی بھی اعتبار نہ رہا۔ ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہوجائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اُس پر اعتبار نہیں رہتا اور اگر لیکھرام والی پیشگوئی سے تسلی نہیں ہوئی تو پھر درخواست کرنے سے اور کوئی ذریعہ تسلّی کا پیدا ہوسکتا ہے اورخدا تعالیٰ کی صدہا الہامی پیشگوئیاں جو پوری ہوچکی ہیں تسلّی دے سکتی ہیں۔ غرض وید کا قانون قدرت ایسا جھوٹا ثابت ہوا کہ ساتھ ہی وید کو بھی لے ڈوبا پھر اسی بنا پر اعتراض کرنا حیا سے بعید ہے۔ ظاہرہے کہ وید نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کے بعد خدا کی قوتِ تکلّم ہمیشہ کے لئے مسلوب رہے گی مگر ہم نے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ ثابت کردیا کہ وید نے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اور جو کچھ آئندہ کے لئے خدا کے الہام کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ محال اور قانون قدرت کے برخلاف ہے وہ سراسر جھوٹ اور خلافِ حق ہے بلکہ خدا ہمیشہ اپنے بندوں کو الہام کرتا ہے تو پھر بتلاؤ کہ اس کے بعد بار بار اُس وید کو پیش کرنا جس کے قانون قدرت کا نمونہ ہم دیکھ چکے ہیں۔ کس قدر خلاف حیا و شرم ہے۔

غرض لیکھرام کی موت نے ثابت کردیاکہ وید کی یہ تعلیم سراسر غلط ہے کہ اس کے بعد الہام نہیں ہے تو پھر وید کے مقرر کردہ قانون قدرت پر اعتبار کیا رہا خدا تعالیٰ کے کروڑہا قانون قدرت ابھی مخفی ہیں اور آہستہ آہستہ ظاہرہو رہے ہیں مگر افسوس ان لوگوں پر کہ دانستہ آنکھ بندکر لیتے ہیں اگر یورپ کا کوئی شخص یہ بات ظاہر کرے کہ میں پتھر میں سے پانی نکال سکتا ہوں یا تمام پتھر کو پانی بنا سکتا ہوں تو اُس کے مقابل پر یہ لوگ دم بھی نہ ماریں اور فی الفور آمَنَّا وَصَدَّقْنَا کہنے لگیں مگر خدا کے کلام نے جو کچھ بیان کیا اس کو نہیں مانتے۔‘‘ (چشمہ معرفت،روحانی خزائن جلد23صفحہ231)

فرمانِ خلیفہ وقت

خدا کے رسول ہی غالب آتے ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ’’میں خدا سے یقینی علم پاکر کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مولوی اور اُن کے سجادہ نشین اور ان کے ملہم اکٹھے ہوکر الہامی امور میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو خدا ان سب کے مقابل پر میری فتح کرے گا کیونکہ میں خدا کی طرف سے ہوں پس ضرور ہے کہ بموجب آیت کریمہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیۡ میری فتح ہو۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم، صفحہ 57 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد چہارم صفحہ 329)

پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’خدا نے ابتداء سے لکھ چھوڑا ہے اور اپنا قانون اور اپنی سنّت قرار دے دیا ہے کہ وہ اور اُس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ پس چونکہ میں اُس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اُسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پاکر اور اُسی میں ہو کر اور اُسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔ اِس لئے میں کہتا ہوں کہ جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم کے زمانہ سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ مفہوم اس آیت کا سچا نکلتا آیا ہے ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 380)‘‘

پس جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے نبیوں اور رسولوں سے وعدہ ہے کہ وہ ان کو غالب کرتا ہے، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی خدا کے مامور ہیں اور آپؑ سے یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ آپ کو اور آپ کی جماعت کو انشاءاللہ ضرور غلبہ عطا فرمائے گا۔‘‘ (خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 243)

اس شمارہ میں

- اداریہ۔ لیکھرام کا عبرتناک انجام
- منظوم کلام حضرت مسیح موعودؑ۔ جس کی دعا سے آخر
- خطاب جلسہ برطانیہ 2019ء برائے مستورات
- پیشگوئی حضرت مسیح موعودؑ اور مخالفانہ پیشگوئی لیکرام کا تقابلی نقشہ
- کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا
- حضرت مفتی محمد صادقؓ کی امریکہ میں بطور پہلے مبلغ آمد
- توبہ کا دروازہ کھلا ہے
- جماعت احمدیہ امریکہ کی صدسالہ تقریبات اور خداتعالیٰ کے حضور اظہار تشکر

اداریہ

لیکھرام کا عبرتناک انجام

"یہ واقعہ دنیا کو کبھی نہیں بھولے گا" (حضرت مسیح موعودؑ)

اللہ تعالیٰ نے الہام میں 6 مارچ 1897ء کے دن کو ہمارے لئے خوشی اور عید کا دن قرار دیا۔ جب معاند اسلام اور حضرت محمد ﷺ کا دشمن لیکھرام ایک پیشگوئی کے مطابق قتل ہوا۔ یہ وہ دن تھا جب اسلام کے فتح نصیب جرنیل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعودؑ کی ایک زبر دست اور دل ہلا دینے والی پیشگوئی نہایت صفائی بڑی شان سے پوری ہوئی۔ یہ وہ دن تھا جب آریہ سماج کا ایک پہلوان شدید معاند اسلام پنڈت لیکھرام خدائی تلوار سے ہیبت ناک طریق سے قتل ہو کر عبرت کا دائمی نشان بنا کر رکھ دیا گیا۔ گویا پہلوانوں کی کشتی کا دن تھا۔ ایک اسلامی پہلوان حضرت مرزا غلام احمد اور دوسرا آریہ سماج کا پنڈت لیکھرام۔ان دونوں پہلوانوں میں سے اسلامی پہلوان فاتح اور غالب ٹھہرا۔

چونکہ اس دن کو عید قرار دیا گیاہے۔ عید کا لفظ عود سے نکلا ہے جس کے معنی ایسی خوشی کے ہیں جو بار بار آئے۔ اس لحاظ سے ہمارا فرض ہے کہ ہم زندہ خدا کو اس زندہ نشان کو ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم رکھیں ۔ اس دن کو زندہ رکھیں اور شکرانے کے طور پر منائیں۔ ہمارے دل خدا کے شکر کے جذبات سے لبریز ہوں کہ خدا کی بات پوری ہوئی اور اس جلالی نشان سے ہمارے یقین اور ایمان کو استحکام ملا اور یوں یہ یادگار دن ہر سال لوگوں کے لئےازدیاد ایمان کا باعث بنتا رہے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس واقعہ کے متعلق فرمایا تھاکہ "یہ واقعہ دنیا کو کبھی نہیں بھولے گا۔" آپؑ اس حوالے سے مزید فرماتے ہیں۔

"اسلام کے مذہب اور ہندوؤں کے مذہب کا خدا تعالیٰ کی درگاہ میں سترہ برس سے ایک مقدمہ دائر تھا۔ سو آخر 6 مارچ 1897ء کے اجلاس میں اس اعلیٰ عدالت نے مسلمانوں کے حق میں ایسی ڈگری دی جس کا نہ کوئی اپیل نہ مرافعہ۔ اب یہ واقعہ دنیا کو کبھی نہیں بھولے گا۔ آریہ صاحبوں کو چاہئے کہ اب گورنمنٹ کا ناحق تکلیف نہ دیں۔مقدمہ صفائی سے فیصلہ پا چکا......... اگر چاہیں تو قبول کریں کہ شدھ ہونے کا طریق صرف اسلام ہے۔ جس میں داخل ہو کر انسان قادر خدا کے ساتھ باتیں کرنے لگتا ہے۔ زندہ خدا کا مزہ اسی دن آتا ہے اور اس دن اس کا پتہ لگتا ہےجب لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ انسان کا قائل ہوتا ہے۔" (مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 375-376)

اس عظیم پیشگوئی کا مصلح موعود کی پیشگوئی کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ جب کبھی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ نے اپنے موعود بیٹے کے متعلق کسی خوبی سے آگاہ کیا تو اس کے مقابل پنڈت لیکھرام نے ہر دفعہ لکھا کہ میرا پرمیشریہ کہتا ہے۔ یوں ایک طرف پنڈت لیکھرام کا خاتمہ کا نشان بھی ہے تو دوسری طرف یہ حضرت مصلح موعودؓ کے زندہ ہونے کا نشان بھی ہے۔اور آئندہ کے لئے جب جماعت بڑھے گی پھولے گی اور حضرت مسیح موعودؑ کی مادی اولادکے ایک سے ہزار ہووین کا نظارہ دیکھیں گے اور روحانی اولاد کے حوالہ سے اس مبارک پیشگوئی کے الفاظ پورے ہونے کا وقت آئے گا کہ ابھی تین صدیاں نہیں گزریں گی کہ زمین احمدیوں سے پُر ہوگی۔ تو حسد کے پیش نظر کئ لیکھرامی مزاج رکھنے والے مخالفت اور مخاصمت میں آئیں گے تو ان مقابلہ کرنے کے لئے جماعت احمدیہ میں ہزاروں لاکھوں افراد مصلح موعود کی صفات کو اپنے کردار اور اعمال میں اُجاگر کریں گے۔

اس پیشگوئی کو سو سال کا عرصہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دور میں ہوا اس لئے آپ نے ان دونوں مضامین کو اپنے خطبات میں بیان فرمایاہے۔ ہزاروں لیکھرام پیدا ہونے کے حوالہ سے فرماتے ہیں۔

"یہ لیکھرام کے قتل کا سال ہے اور لیکھرام کے متعلق خدا تعالیٰ کی چھری چلنے کاسال ہے۔ آج ایک لیکھرام نہیں۔ سینکڑوں، ہزاروں لیکھرام پیدا ہو چکے ہیں......... خدا کی تقدیر حرکت میں آئی ہے اور آسمان ضرور کچھ نشان ظاہر کر دے گا۔"

پھر حضرت مصلح موعودؓ کے حوالے سے فرمایا

"آج دنیا کا کونہ کونہ مصلح موعودؓ کا تقاضا کر رہا ہے۔ارب ہا ارب کی یہ دنیا ہے۔ اس میں اگر تمام احمدی بھی مصلح موعودؓ کی صفات سے مرصع ہوں تب بھی یہ نہیں سمجھ سکتے کہ اس دنیا کی ضرورت کے لحاظ سے بہت زیادہ مصلح موعودؓ اکٹھے ہوگئے ہیں۔ اس وجہ سے کہ اصلاح کی بھی کوئی حد نہیں ہوا کرتی......... اس دنیا کی اصلاح کے لئے بکثرت احمدیوں کی ضرورت ہے جو مصلح موعودؓ کی صفات سے آراستہ ہوں جو ان تمام ہتھیاروں سے لیس ہوں جو مصلح موعودؓ کو عطا کئے گئے تھے.........پس جب میں کہتا ہوں کہ آج لکھوکھا مصلح موعود کی ضرورت ہے تو میں فرضی یا جذباتی باتیں نہیں کہہ رہا الہامات اور رویا پر مبنی حقائق منکشف کر رہا ہوں۔ آپ میں سے ہر ایک کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت اس صفات کی طرف آگے بڑھنا ہے جن صفات کا ذکر پیشگوئی مصلح موعودؓ موجود ہے.........اس پہلو سے آپ مصلح موعود بننے کی کوشش کریں اور پھر جتنی جتنی خدا تعالیٰ توفیق عطا فرماتا چلا جائے اتنا زیادہ خدا کے حضور جھکتے چلے جائیں۔"(خطاب حضور رحمہ اللہ 23 فروری 1986ء بحوالہ ماہنامہ خالد فروری 1991ء)

منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعودؑ

جس کی دُعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر

اسلام سے نہ بھاگو! راہِ ھُدیٰ یہی ہے — اے سونے والو جاگو! شمس الضحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا — اَب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے
وہ دِلستاں نہاں ہے کس رَاہ سے اُس کو دیکھیں — اِن مشکلوں کا یارو مشکل کشا یہی ہے
باطن سِیہ ہیں جن کے اِس دیں سے ہیں وہ منکر — پر اَے اندھیرے والو! دِل کا دِیا یہی ہے
دنیا کی سب دُکانیں ہیں ہم نے دیکھی بھالیں — آخر ہوا یہ ثابت دَارُالشفا یہی ہے
سب خشک ہوگئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے — ہر طرف میں نے دیکھا بُستاں ہرا یہی ہے
دنیا میں اِس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت — پی لو تم اِس کو یارو آبِ بقا یہی ہے
اِسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج — پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن ۔ بلا یہی ہے
جب کُھل گئی سچائی پھر اُس کو مان لینا — نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے
جس آریہ کو دیکھیں تہذیب سے ہے عاری — کِس کِس کا نام لیویں ہر سُو وَبا یہی ہے
لیکھو کی بدزبانی کارد ہوئی تھی اُس پر — پھر بھی نہیں سمجھتے حمق و خطا یہی ہے
اپنے کئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا — آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے
یوسف تو سُن چکے ہو اِک چاہ میں گرا تھا — یہ چاہ سے نکالے جس کی صدا یہی ہے
اِسلام کے محاسن کیونکر بیاں کروں میں — سب خشک باغ دیکھے پھولا پھلا یہی ہے
وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا — نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر — لیک از خدائے برتر خیرالوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اِک قمر ہے — اُس پر ہر اک نظر ہے بدرالدجیٰ یہی ہے
دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں — قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے
جس کی دُعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر — ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے
اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دُکھانا — گستاخ ہوتے جانا اس کی جزا یہی ہے
اِس دیں کی شان و شوکت یارب مجھے دکھادے — سب جھوٹے دیں مٹادے میری دُعا یہی ہے

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اِس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم،روحانی خزائن جلد20 صفحہ 449تا459)

خطاب جلسہ برطانیہ 2019ء برائے مستورات

جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے یہ عمل کریں گے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی رحمت کی چادر کے نیچے آجائیں گے جو ہر گرم ہوا سے انسان کو محفوظ رکھتی ہے

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: میرے اُسوہ پر چلو، میں عبادت بھی کرتا ہوں اور گھر کے اور بیوی کے حقوق بھی ادا کرتا ہوں

ہمیشہ یاد رکھیں کہ حیاء عورت کا زیور ہے اور یہی وہ زینت ہے جس پر عورت کو فخر ہونا چاہئے، نہ کہ دنیا کے کھیل کود اور سوشل gatherings میں

ایک احمدی کو مردہو یا عورت اس طرح اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا میں حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر آخرین میں شامل ہو کر پہلوں سے ملنے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کررہا ہوں یا کر رہی ہوں؟

تمہارا کل تمہاری اگلی زندگی کے علاوہ تمہاری اولاد اور تمہاری نسل بھی ہے۔اس کی تربیت تقویٰ کی بنیادوں پر کرو تو یہ اولاد بھی تمہارے درجات کی بلندی کے کام آئے گی

اگر مائیں بچوں کی صحیح تربیت بچپن سے کریں تو اِلَّا مَاشَاءَ اللہ نیک اولاد پروان چڑھے گی۔دین پر قائم رہنے والی اولاد پروان چڑھے گی

اگر اپنی اور اپنی نسلوں کی دنیا و عاقبت سنوارنی ہے تو بڑی سنجیدگی سے، بڑی کوشش سے، بڑے مجاہدے سے ہمیں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی کوشش کرنی پڑے گی۔

سیدناحضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر مستورات سے خطاب مورخہ 3۔اگست 2019ء بمقام حدیقۃالمہدی آلٹن

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا وَفِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔ (الحدید:21)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ (الحشر:19)

یہ دو آیتیں میں نے تلاوت کی ہیں سورۃ الحدید کی اور حشر کی۔ پہلی آیت کا ترجمہ ہے کہ

اے لوگو! جان لو کہ دنیا کی زندگی محض ایک کھیل ہے اور دل بہلاوا ہے اور زینت حاصل کرنے اور آپس میں فخر کرنے اور ایک دوسرے پر مال اور اولاد میں بڑائی جتانے کا ذریعہ ہے۔ اس کی حالت بادل سے پیدا ہونے والی کھیتی کی سی ہے جس کا اگنا زمیندار کو بہت پسند آتا ہے اور وہ خوب لہلہاتی ہے مگر آخر تُو اس کو زرد حالت میں دیکھتا ہے۔ پھر اس کے بعد وہ گلا ہوا چُورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں ایسے دنیا داروں کے لیے سخت عذاب مقرر ہے۔ اور بعض کے لیے اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضائے الٰہی مقرر ہے اور ورلی زندگی صرف ایک دھوکے کا فائدہ ہے۔

اور دوسری آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ

اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور چاہیے کہ ہر جان اس بات پر نظر رکھے کہ اس نے کل کے لیے آگے کیا بھیجا ہے اور تم سب اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔

میں اپنی باتیں، اصل موضوع شروع کرنے سے پہلے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ یہاں بعض عورتیں تقریروں کے دوران بہت زیادہ باتیں کرتی رہتی ہیں۔ خاص طور پر جو کرسیوں پر بیٹھی ہوئی ہیں ان کو احتیاط کرنی چاہیے۔ کرسیوں پر بیٹھنے کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کو آزادی ہے کہ جس طرح چاہیں اس طرح یہاں بیٹھیں اور باتیں کرتی رہیں۔ اس لیے آئندہ سے احتیاط کریں۔

آج دنیا اس قدر مادیت میں گھر چکی ہے کہ دین کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ دنیا کے عمومی اعداد و شمار ہمیں بتاتے ہیں کہ ان ترقی یافتہ ممالک میں بیس پچیس فیصد سے زیادہ لوگ نہیں ہیں جو اپنے آپ کو دین سے منسوب کرتے ہیں اور جو دین سے منسوب کرتے بھی ہیں وہ بھی عملاً دین پر عمل کرنے والے نہیں ہیں۔ بڑی تیزی سے نہ صرف خدا تعالیٰ سے دور جا رہے ہیں بلکہ دین سے دور جا رہے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے وجود کے ہی انکاری ہیں۔ صرف اور صرف دنیا ان کا مطمح نظر ہے اور مسلم دنیا جو ہے اگر ہم اسے دیکھیں تو ان کی اکثریت بھی دینی تعلیم سے دور ہے، بدعات میں گھری ہوئی ہے۔ کہنے کو تو مسلمان ہیں اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک موقعے پر فرمایا ہے کہ بڑے زور سے یہ کہتے ہیں کہ الحمد للہ ہم مسلمان ہیں لیکن عمل نہیں ہیں۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 371)

آپ علیہ السلام کے زمانے سے اگر آج کا مقابلہ اور موازنہ کیا جائے تو اَور بھی بری حالت ہو چکی ہے۔ اسلامی اخلاق اور تعلیمات سے دور جا چکے ہیں لیکن احمدیت کی مخالفت کا معاملہ آئے تو کٹ مرنے اور جانیں قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ پس جہاں اسلام ہے تو فقط احمدیت کی مخالفت کا نام اسلام ہے اور نام نہاد علماء جن کی اپنی زندگیاں ہی ہر قسم کے گند سے ملوث ہیں اور جس کا اظہار مختلف میڈیا کے ذرائع سے بھی ہوتا رہتا ہے وہ ان کے لیڈر ہیں۔ لیکن بہرحال ہمیں اس سے غرض نہیں ہے کہ یہ کیا کر رہے ہیں لیکن ہمیں اس بات سے ضرور غرض ہے اور ہونی چاہیے کہ دنیا کو آگ میں گرنے سے بچائیں، دنیا کو اللہ تعالیٰ کے قرب کے راستے دکھائیں لیکن اس کے لیے یہ دیکھنا ہو گا کہ کیا ہم اپنے آپ کو اس کے لیے تیار پاتے ہیں؟ کیا ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا کی ہیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والا بنا رہی ہیں؟ کیا ہمارے عمل اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والے ہیں یا ہم

بھی باوجود اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ منسوب کرنے کے دنیا کے لہو و لعب، کھیل کود اور دل بہلاووں اور بدعات کو دین پر ترجیح دے رہے ہیں۔

آج ہم یہاں اس لیے جمع ہیں اور جلسے پر ہر سال جمع ہوتے ہیں کہ اپنی روحانی، علمی اور اخلاقی حالتوں کو درست کریں۔ تو کیا ہم اس مقصد کے لیے یہاں جمع ہیں یا جلسے کے نام پر ایک سوشل gathering کے لیے جمع ہوئے ہیں؟ کیا ہم عورتیں بھی اور مرد بھی اس جلسے میں اس ارادے اور عہد کے ساتھ آئے ہیں کہ ہم نے اپنے اندر ان دنوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں اور انہیں پھر اپنی زندگی کا حصہ بنانا ہے یا صرف اپنے کپڑے اور زیور دکھانے کے لیے ہم یہاں موجود ہیں یا مرد صرف مجلسیں جمانے کے لیے یہاں موجود ہیں۔ اگر تو ہم مثبت سوچیں رکھتے ہیں اور اس کے لیے بھرپور کوشش کر رہے ہیں اور کرتے ہیں یا کرنے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں تو پھر تو ہم ان لوگوں میں شمار ہو سکتے ہیں جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہیں ورنہ ہماری حالت بھی ان ہی لوگوں کی طرح ہے جو اس زندگی کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھے ہیں۔

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ان میں خدا تعالیٰ اس مضمون کو بیان فرماتا ہے کہ دنیا عارضی ہے۔ اس کو مقصود بالذات نہ بناؤ۔ اس کو اپنی زندگی کا مقصد نہ بناؤ۔ اسی کو سب کچھ نہ سمجھو۔ یہ تو دنیاداروں کا کام ہے جو دنیا کی چکاچوند کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا ہے کہ دنیا کی زندگی محض ایک کھیل کود ہے، دل بہلاوے کے سامان ہیں۔ کیا ایک عقل مند انسان اس بات کو پسند کر سکتا ہے کہ وہ سارا دن لہو و لعب اور کھیل کود میں مصروف رہے اور کوئی کام نہ کرے۔ ہاں عارضی طور پر ہم اپنے اصل کاموں سے فارغ ہو کر ضرور کچھ وقت کھیل اور دوسرے مشاغل کر لیتے ہیں جو دماغی اور جسمانی صحت کو قائم رکھنے کے لیے ہیں۔اور دنیا دار بھی یہ کرتے ہیں لیکن ایک دنیا دار انسان بھی کبھی ہر وقت کھیل کود اور تفریح میں مشغول نہیں رہے گا۔ اگر کھیل کود اور تفریح کے سامانوں میں مصروف رہے گا تو اپنی زندگی برباد کرے گا۔ گھر میں فساد ہو گا، بھوکا مرے گا۔ کئی عورتیں مجھے لکھتی ہیں کہ ہمارے خاوند سارا دن ٹی وی یا انٹرنیٹ پر بیٹھے فضول اور لغو پروگرام دیکھتے رہتے ہیں یا باہر پھر پھرا کر دوستوں میں بیٹھ کر آ جاتے ہیں کیونکہ یہاں حکومتوں کی طرف سے ان کو سوشل ہیلپ مل جاتی ہے۔ بیماری کے نام پر کچھ مل گیا، بڑھاپے کے نام پر کچھ مل گیا یا بڑھاپے سے پہلے ہی جوانی میں ہی چھوٹی موٹی چوٹیں لگیں تو اس کے نام پر مل گیا اور اس چیز نے ان کو سست بھی کر دیا ہے اور وقت ضائع کرنے لگ گئے ہیں۔ اور پھر اگر وقت ہے تو بجائے اس کے کہ دین کو دیں۔ اِدھر اُدھر کے فضول قسم کے پروگرام دیکھنے اور گپیں مارنے میں گزار دیتے ہیں۔ عورتوں کی طرف سے باقاعدہ بعض شکایتیں آتی ہیں کہ کوئی باقاعدہ کام نہیں کرتے۔ اس وجہ سے گھر میں ہر وقت فساد پڑا رہتا ہے۔ لیکن بہت کم ہیں جو یہ لکھیں کہ ہمارے خاوند دنیا داری میں پڑے رہتے ہیں۔ ان کا کام یا دنیا کمانا ہے یا فضول قسم کی تفریحی مصروفیات ہیں اور نماز قرآن کی طرف توجہ نہیں ہے۔ کہنے کو تو یہ مرد احمدی کہلاتے ہیں۔ کبھی ضرورت پڑے تو ڈیوٹیاں بھی دے دیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے تعلق کا خانہ خالی ہے یا وہ توجہ نہیں ہے جو ایک احمدی کو ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک مومن مرد اور عورت کے نیکیوں کے معیار دنیا داروں سے مختلف ہونے چاہئیں۔ صرف ظاہری کھیل کود اور ٹی وی اور انٹرنیٹ وغیرہ ہی کے پروگراموں کو یا دوستوں میں بیٹھ کر گپیں مارنے کو ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لہو و لعب نہ سمجھو کہ یہ کھیل کود میں پڑ گئے ہو بلکہ تمہارا صرف اور صرف دنیا کی فکر کرنا، دنیا کے کمانے میں ہی مصروف رہنا، دین کی طرف توجہ نہ دینا یہ بھی لہو و لعب ہے۔ اپنے کمانے میں اتنا محو ہو جانا کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور اپنی عبادت کو ہی بھول جاؤ تو یہ ساری چیزیں ایسی ہی ہیں جیسے کہ لہو و لعب۔ پس ہم احمدیوں کو مرد ہوں اور چاہے عورتیں ہوں ہوش کرنی چاہیے، خدا تعالیٰ کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ جیسا کہ کل بھی افتتاحی تقریب میں میں نے ذکر کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میرے ساتھ اگر بیعت کا اقرار ہے تو پھر اپنے عمل اس تعلیم کے مطابق بناؤ جو خدا تعالیٰ نے ایک مومن کے لیے بیان فرمائی ہے ورنہ بیعت کا دعویٰ صرف دعویٰ ہے۔ اس پر عمل نہ کر کے پھر اللہ تعالیٰ سے شکوہ نہ کرو کہ ہم نے دعائیں بھی بہت کیں، ہماری دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔

پس مردوں اور عورتوں دونوں کو اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ مردوں کو جب بھی کبھی موقع ملے یا میں نے پوچھا کہ تم دنیا میں اتنے پڑے ہوئے ہو اور دین کو بھول رہے ہو، بعض عورتیں شکایت بھی کرتی ہیں تو بعض مردوں کے یہ جواب ہوتے ہیں کہ ہماری بیوی کے مطالبات بہت زیادہ ہیں اور اس وجہ سے گھر میں ہر وقت جھگڑا بھی رہتا ہے۔ تُو تُو میں میں ہوتی رہتی ہے۔ بچوں پر بھی اس کا بُرا اثر پڑ رہا ہے اس لیے ہمیں زیادہ کام کرنا پڑتا ہے اور اس کام کی وجہ سے، مصروفیت کی وجہ سے ہم عبادت کی طرف، اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں دے سکتے۔ اوّل تو یہ عذر ہی لغو اور فضول ہے کہ وہ خدا تعالیٰ جو رزق دینے والا ہے اس کا یہ وعدہ ہے کہ جو میری طرف آئے گا میں اس کو رزق بھی دوں گا۔ کل بھی میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات پڑھے تھے۔ اس کو اس لیے بھول جائیں اور اس کا حق ادا نہ کریں کہ ہماری بیوی کی ڈیمانڈ بہت زیادہ ہے گویا کہ خدا تعالیٰ کے مقابلے پر بیوی کو لا رہے ہیں۔ ایسے مردوں اور عورتوں کو خدا تعالیٰ کا خوف کرنا چاہیے کہ یہ سوچ شرک کے برابر ہے۔ اور اگر ایسا شرک کرنا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ڈریں۔ اور اگر مردوں کا الزام غلط ہے اور مجھے امید ہے کہ ایسے جواب دینے والوں کی بیویوں کی اکثریت کی یہ سوچ نہیں ہے جس طرح مرد جواب دیتے ہیں کہ وہ خدا کو بھول کر اپنی بیویوں کا خیال رکھیں اور جن عورتوں کے بارے میں واقعی یہ بات صحیح ہے تو پھر وہ یاد رکھیں کہ ایک احمدی عورت کا یہ مقام نہیں ہے۔ احمدی عورت کو تو خدا تعالیٰ کا خوف کرتے ہوئے اس داغ کو اپنے سے دھونا چاہیے۔ عورت اگر چاہے تو اس صحیح یا غلط الزام کی اصلاح کر سکتی ہے۔ عورت اپنے خاوند کو کہے کہ تم دین کو چھوڑ کر جو دنیا مجھے کما کر دینا چاہتے ہو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ واضح کرے کہ یہ دنیا دار کا کام ہے کہ ایسی باتیں ہوں کہ فلاں رشتے دار کا گھر ایسا ہے تم بھی ایسا گھر بناؤ یا ہمارے پاس اعلیٰ قسم کی کار ہونی چاہیے یا مجھے بڑی شرمندگی ہوئی جب میں نے دیکھا کہ فلاں سہیلی شادی پر بہت اعلیٰ زیور پہن کر آئی ہوئی تھی اور میرے پاس معمولی زیور تھا یا فلاں عورت کا خاوند بھی تمہارے جیسا ہی ہے اور وہی کام کرتا ہے لیکن اس کی بیوی تو ڈیزائنر کے کپڑے پہنتی ہے۔ یہ لوگ جو یہ سب کچھ کرنے والے ہیں ان کے اندر خدا کا خوف نہیں ہوتا، ان کو غریب کا درد عموماً نہیں ہوتا اور ایک احمدی عورت یہ واضح کرے کہ میں ایسی خود غرض نہیں ہوں، واضح کرے کہ میری توجہ تو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی طرف ہے اور تم اللہ تعالیٰ کا حق ادا کر کے پھر جو تمہارے فرائض اور حقوق ہیں وہ ادا کرو۔

پس ہر عورت کو یہ واضح کرنا چاہیے کہ ہمیں خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر یہ سب کچھ نہیں چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم مجھے بھول گئے، میرے احکامات کو بھول گئے تو اپنی زندگی کی حقیقت کو بھول گئے۔ سمجھتے ہو کہ دنیا کو پا کر ہم نے سب کچھ پا لیا حالانکہ تم نے کچھ بھی حاصل نہیں کیا بلکہ سب کچھ گنوا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبصورت مثال سے ہمیں سمجھایا ہے۔ فرمایا ہے کہ مال اور اولاد کو فخر کا باعث نہ سمجھو۔ یہ تو صرف ظاہری زینت ہے اس کی مثال اس فصل کی طرح ہے جس کو بارش کا پانی خوب سرسبز کرتا ہے۔ بڑی خوبصورت لہلہاتی ہوئی فصل ہوتی ہے۔ پانی سے اس میں ظاہری طور پر بھی نکھار آتا ہے اور پھر یہ ایک موقعے پر آ کر زرد ہو جاتی ہے۔ اور جب فائدے کا وقت آتا ہے تو اس پر گرم ہوا چلتی ہے اور اسے چورا چورا کر کے ہوا میں بکھیر دیتی ہے۔ انسان ہاتھ ملتا رہ جاتا ہے۔ اس کے ہاتھ کچھ بھی نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پس تم لوگ جو اس زندگی کے سامان کو، خوبصورت گھروں کو، خوبصورت کاروں کو، اپنے بینک بیلنس کو، جائیدادوں کو، اولادوں کو بڑائی کا ذریعہ سمجھتے ہو ان چیزوں سے آخر میں تمہارے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد یہ نہیں پوچھے گا کہ کتنی جائیداد چھوڑی ہیں؟ کتنا مال چھوڑا ہے؟ کتنی اولاد چھوڑی ہے؟ پوچھے گا تو صرف یہ کہ تمہارے اعمال کیا تھے؟ کون کون سی پاک تبدیلیاں تم نے اپنے اندر پیدا کیں؟ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا؟ کیا تم نے اپنی اور اپنی اولاد کی عبادتوں کی حفاظت کے لیے کوشش کی؟ کیا تم نے اپنے خاوندوں کو کہا کہ مجھے تمہارے پیسے سے زیادہ تمہارا اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنا پسند ہے؟ مجھے تمہارے لیے یہ پسند ہے کہ اپنے بچوں کے سامنے ایسا نمونہ بنو جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے جانے والا ہو۔ اگر اس کا جواب ہاں میں ہے تو پھر یہ عورتیں اللہ تعالیٰ کی رضا

حاصل کر کے دین و دنیا کی جنتوں کی وارث بن گئیں ۔ اگر نہیں تو پھر ان گرم ہواؤں کے تھپیڑوں سے خوفزدہ ہونے کا مقام ہے جو اسی طرح جھلسا کر ریزہ ریزہ کر دیتی ہیں جس طرح فصلوں کو ریزہ ریزہ کر دیتی ہیں۔

مردوں کو یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ یہ باتیں جو میں کر رہا ہوں وہ سب کچھ صرف عورتوں کے ساتھ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہاں مومنوں کے لیے کہا ہے، دنیا والوں کے لیے کہاہے، اپنی مخلوق کے لیے کہا ہے، انسانوں کے لیے کہا ہے۔ مردوں کا یہ جواب انہیں ان گرم ہواؤں کے تھپیڑوں سے بچانہیں سکے گا کہ میری بیوی بہت مطالبے کرتی تھی، میں مجبور تھا کہ اپنی نمازیں وقت پر ادا کروں یا پوری پانچ نمازیں بھی پڑھ سکوں یا اور اس لیے میں ادا نہیں کر سکا۔ پس مردوں کے لیے بھی خوف کا مقام ہے۔ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر ان لوگوں میں شامل ہونے کا اعلان کیا ہے جو آخرین کو پہلوں سے ملانے والے ہیں۔ اس لیے ہمیں ہر نیکی کی بات میں ان پہلوں کی تقلید کرنے کی ضرورت ہے، ان کے پیچھے چلنے کی ضرورت ہے۔ اگر ان کے نمونے پر چلنے کی کوشش کریں گے تو یہ سوال نہیں ہوگا کہ بیوی نے مطالبہ کیا اور اس کے مطالبات پورے کرنے کے لیے مجھے زیادہ کام کرنا پڑا اور میں اپنی نمازوں کی حفاظت نہیں کر سکا۔ یا بیوی کا یہ جواب نہیں ہو گا کہ یہ میرا خاوند میری بات نہیں مانتا اور وقت ضائع کرتا ہے، دنیا داری میں پڑا ہوا ہے اور میرا نام لگا دیتا ہے۔ ہاں اس زمانے میں ان پہلوں میں اگر شکایات تھیں تو یہ شکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتی تھیں کہ خاوند بیوی کے بارے میں کہہ رہا ہے کہ یہ دن میں بھی اور رات میں بھی عبادت میں لگی رہتی ہے اور میرے حق ادا نہیں کرتی۔ یہ شکایت بیوی سے خاوند کو تھی جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اپنی گھریلو ذمہ داریاں اور خاوند کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی نصیحت فرمائی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 213 حدیث 11823 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

اور عورت کی طرف سے اگر یہ شکایتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچیں کہ میں تیار ہو کر اپنا حلیہ ٹھیک کر کے اس لیے نہیں رہتی کہ میرے خاوند کو میرے سے کوئی غرض ہی نہیں ہے۔ وہ میری طرف دیکھتا ہی نہیں۔ رات کو وہ عبادت کرتا رہتا ہے، دن کو وہ روزے رکھتا ہے۔ میری طرف اس کی توجہ ہی نہیں ہے تو پھر کس کے لیے میں تیار ہوں؟ کس کے لیے میں بنوں اور سنوروں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد کو بلا کر کہا کہ میرے اُسوے پر چلو، میں عبادت بھی کرتا ہوں اور گھر کے اور بیوی کے حقوق بھی ادا کرتا ہوں۔ چنانچہ چند دن کے بعد وہ عورت دوبارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو ملی تو بڑی تیار ہوئی تھی بنی سنوری ہوئی تھی۔ جب انہوں نے پوچھا کہ یہ تبدیلی کیسی ہے تو اس نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بعد اب میرا خاوند میری طرف توجہ کرتا ہے اور اس لیے پھر میں نے بھی اپنا حلیہ درست کر لیا ہے۔

(مجمع الزوائد جلد 4 صفحہ 396 حدیث 7612 کتاب النکاح مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2001ء)

وہ عورتیں بنتی سنورتی تھیں تو فیشن کے لیے نہیں، دنیا کو دکھانے کے لیے نہیں، دنیا سے متاثر ہوکر نہیں بلکہ اپنے گھروں میں ایک پاکیزہ ماحول بنانے کے لیے۔ پس یہ ایک احمدی عورت کا شیوہ ہونا چاہیے کہ میک اپ کر کے، بغیر پردے کے انہوں نے بازاروں میں نہیں پھرنا۔ اگر شادی سے پہلے بھی یہ لڑکیوں میں ہے تو صرف اپنے عورتوں کے ماحول میں یا اپنے محرم رشتے داروں کے سامنے تیار ہونا اور بننا سنورنا ہے۔ یہ نہیں کہ فلاں گھر کے ساتھ ہمارے فیملی تعلقات ہیں، فیملی دوست ہیں، ان کے گھر آ جانا ہے اس لیے ان کے مردوں سے بھی پردے اور حجاب ختم ہو جائیں اور بن سنور کر ان کے سامنے پیش ہوں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ حیاء عورت کا زیور ہے اور یہی وہ زینت ہے جس پر عورت کو فخر ہونا چاہیے نہ کہ دنیا کے کھیل کود اور بہلاوے کے سامان اور سوشل gathering اور غیر گھروں میں جا کر لڑکیوں کا راتوں کو رہنا کہ اس خاندان سے ہماری پرانی دوستی ہے۔ جب حجاب کھلتے ہیں تو پھر بےحیائیاں پیدا ہوتی ہیں اور یہی کچھ ہم اس نام نہاد ترقی یافتہ معاشرے میں دیکھ رہے ہیں۔

میں یہ باتیں کر رہا ہوں۔ مجھے پتا ہے کہ اگر یہاں کوئی پریس والے ہوں گے تو کہہ دیں گے کہ دیکھو عورت کے حقوق کی باتیں ہمارے سامنے کرتے ہیں لیکن اپنی لڑکیوں اور عورتوں پر اس طرح پابندی لگا رہے ہیں تو یہ جو بھی چاہے کہیں۔ اگر ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے تو پھر ہم نے وہی کرنا ہے جو ہمیں ہمارا دین سکھاتا ہے۔ یہ بھی واضح کر دوں کہ چھوٹی عمر کے لڑکوں کا بھی راتوں کو باہر رہنا اسی طرح لغو ہے جس طرح لڑکیوں کا رہنا۔ لڑکوں کو بھی دوسروں کے گھروں میں تفریحی پروگراموں کے نام پر راتیں نہیں گزارنی چاہئیں۔ ماں باپ کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ ان قدروں کی حفاظت مرد اور عورت کریں گے تو اپنی دینی تعلیم اور اقدار پر بھی قائم رہیں گے۔ ہاں جہاں اللہ اور اس کے رسول نے یہ اجازت دی ہے کہ کچھ وقت کے لیے حجاب اتار دو یا غیر مرد کو چہرہ دکھا دو تو وہاں یہ جائز ہے۔ ڈاکٹر کے پاس یا رشتے کے وقت یا بعض اَور مجبوریوں کی وجہ سے اتارنا پڑتا ہے لیکن وہ مجبوریاں جائز ہونی چاہئیں۔ صحابہ کے نقش قدم پر چلنے کی ہمیں تلقین کی گئی ہے۔ ان کے نمونے کیا تھے؟ عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا کیا نمونہ دکھایا کہ آپ نے ایک شخص کو یہ کہنے پر کہ فلاں جگہ میں رشتہ کر رہاہوں۔ آپؐ نے اسے فرمایا جاؤ اور اسے کہو کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے کہ رشتے سے پہلے میں آپ کی بیٹی کو دیکھ لوں۔ لڑکی کا باپ اس بات پر دروازے کے باہر آ کے بڑا ناراض ہوا کہ میں بالکل اپنی بیٹی کو تمہارے سامنے نہیں لاؤں گا۔ بیٹی یہ باتیں سن رہی تھی۔ گھر کے دروازے سے اپنا چہرہ باہر نکال کر کہا کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے اور ان کا یہ حکم ہے تو میرا چہرہ دیکھ لو۔ مرد کا بھی تقویٰ دیکھیں کہ اس نے فوراً اپنی نظریں نیچی کر لیں کہ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا پاس اس قدر ہے، احترام ہے تو میں اس تقویٰ کی بنیاد پر ہی رشتہ طے کرنا چاہتا ہوں اور اب مجھے چہرہ دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(خطباتِ محمود جلد 39 صفحہ 140-141)

پس یہ ہے ایک حقیقی مسلمان لڑکی کی شان اور اطاعت کا معیار اور یہ ہے ایک مسلمان لڑکے کے تقویٰ کا معیار کہ دین کو ہر صورت میں دنیا پر مقدم کیا۔ کیا ہمارے معیار یہ ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رشتے کے وقت تم لڑکی کی شکل اور صورت دیکھتے ہو، اس کی دولت دیکھتے ہو، اس کا خاندان دیکھتے ہو، خوبصورت ہے، دولت مند ہے یا اچھے خاندان کی بیوی تمہیں ملے۔ لیکن فرمایا کہ اصل چیز جو تمہیں دیکھنی چاہیے وہ یہ ہے کہ تم یہ دیکھو کہ اس میں نیکی اور تقویٰ ہے۔ تم اس کا دین دیکھو۔

(صحیح البخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین حدیث 5090)

اگر اس بات کا خیال ہمارے لڑکے اور لڑکیاں رکھیں تو پھر دنیاوی خواہشات اور زینت اور تفاخر کے بجائے دین دار لڑکوں کو لڑکیاں بھی پسند کریں گی اور لڑکے بھی دین دار لڑکیوں کو پسند کریں گے۔ ظاہری ساز و سامان اور خوبصورتی کے بجائے دین دار گھروں میں اور لڑکیوں کے ساتھ رشتے ہوں گے اور پھر ایسے معاشرے میں دوڑ دنیا کی زینت اور دولت اور تفاخر کے لیے نہیں ہو گی، اس کے پیچھے نہیں پڑے رہیں گے بلکہ دین میں بڑھنے کے لیے دوڑ ہو گی۔ اس کوشش میں ہوں گے کہ کون سا خاندان اور کون سا گھر دینی لحاظ سے سب سے اعلیٰ ہے۔ ہمارے لڑکے جماعت کے اندر دین دار لڑکیاں تلاش کریں گے نہ یہ کہ ہم جب تک واقفیت نہ ہو، جب تک دوستی نہ ہو ہم کس طرح رشتے کر سکتے ہیں؟ اور لڑکیوں میں بھی احساس پیدا ہو رہا ہے کہ لڑکے باہر رشتے کرتے ہیں۔ جو ایسا کرتے ہیں ان گھروں میں ان کی ماؤں کی تربیت صحیح نہیں ہے۔ کیوں بچوں، لڑکوں کے ذہنوں میں بچپن سے ہی نہیں ڈالا جاتا کہ تم نے نیک اور دین دار لڑکی سے رشتہ کرنا ہے۔ اگر مائیں اپنے بچوں کی تربیت، خاص طور پر لڑکوں کی تربیت اس نہج پر کریں کہ تمہیں دین دار لڑکی سے شادی کرنی چاہیے تو لڑکے بھی پھر دین پر قائم ہوں گے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ لڑکے کہیں کہ ہماری بیویاں تو دین دار ہوں اور ہم آزاد ہوں، جو چاہیں کرتے پھریں۔ دین دار لڑکی بھی پھر دین دار خاوند کو ہی تلاش کرے گی۔ وہ یہی چاہے گی کہ لڑکا بھی دین دار ہو۔ پس ہمارے لیے فخر کی جگہ ہمارا دین اور اس کے احکامات پر عمل ہونا چاہیے نہ یہ کہ فخر کی جگہ یہ ہو کہ ہم لہو و لعب اور دنیا دکھاوے میں پڑے ہوئے ہوں۔

ایک موقعے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو بڑا انذار فرمایا ہے۔ اور اس بات پر فرمایا کہ عورتیں جو دنیا کی دنیاوی چیزیں ہیں ان کا لوگوں کے سامنے اظہار کرتی ہیں۔ فرمایا کہ جو عورت سونے کے زیور بناتی ہے اور اس پر فخر کا اظہار کرتی ہے اور اس کے لیے عورتوں یا مردوں کو دکھاتی ہے۔ صرف باہر نہیں دکھاتی بلکہ اپنی عورتوں کو بھی فخر سے دکھاتی ہے تو فرمایا کہ اس عورت کو عذاب دیا جائے گا۔ بڑا انذار ہے۔

(سنن ابو داؤد کتاب الخاتم باب ما جاء فی الذھب للنساء حدیث 4237)

پس جیسا کہ پہلے بھی ایک صحابیہ کے حوالے سے ذکر ہوا ہے کہ بننا سنورنا، زیور پہننا اس نے اس لیے نہیں کیا کہ اس کے خاوند کی اس پر توجہ نہیں تھی۔ بننا سنورنا زیور پہننا منع نہیں ہے مگر اس پر فخر کرنا اور اس کا غیر ضروری اور نامناسب اظہار کرنا یہ غلط ہے۔ خوشی کے موقعے پر لڑکیاں عورتیں بنتی سنورتی ہیں اور یہ جائز ہے مگر اس کا اظہار صرف محرم رشتوں کے سامنے ہو نہ یہ کہ سڑکوں اور بازاروں میں پھریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں کہ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب الحیاء من الایمان حدیث 24)

پس جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے یہ عمل کریں گی یا مرد یہ نیک عمل کریں گے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی رحمت کی چادر کے نیچے آ جائیں گے جو ہر گرم ہوا سے انسان کو محفوظ رکھتی ہے اور نہ صرف گرم ہواؤں سے محفوظ رکھتی ہے بلکہ ٹھنڈی خوش گوار ہواؤں سے پھر انسان فائدہ بھی اٹھاتا ہے۔ پس اس کے لیے کوشش کی ضرورت ہے۔ دینی احکامات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ شیطان سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی ضرورت ہے۔ شیطان نے تو آدم کی پیدائش سے ہی قسم کھائی ہوئی ہے کہ میں انسانوں کو ورغلاؤں گا۔ انہیں نیکیوں پر چلنے کی بجائے دنیا کی زینت اور چمک دکھاؤں گا۔ لہو و لعب میں مبتلا کروں گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بھی یہی فرمایا کہ میں کسی کو زبردستی نیکیوں کی طرف نہیں بلاؤں گا۔ انسانوں کو کہہ دیا کہ تمہیں آزادی ہے، میرے احکامات پر عمل کرو یا شیطان کے پیچھے چلو لیکن یہ یاد رکھو کہ شیطان کے پیچھے چلنے والوں کو پھر دائمی جنتوں سے محروم رہنا پڑے گا۔ پس یہ فیصلہ ہمارا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا چاہتے ہیں یا شیطان کے پیچھے چل کر دین سے دور جانا چاہتے ہیں۔ دنیا کے عارضی سامانوں پر خوش ہونا چاہتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی دائمی جنتوں کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

ایک احمدی کو مرد ہو یا عورت اس طرح اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہیے کہ کیا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر آخرین میں شامل ہو کر پہلوں سے ملنے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کر رہا ہوں یا کر رہی ہوں؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر تم صحیح رنگ میں میری پیروی کرو گے تو پھر جو کچھ صحابہ نے دیکھا تم بھی دیکھو گے۔(درثمین اردو صفحہ 56)اور میری پیروی انہی احکامات پر چلنے میں ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں۔ اس رہ نمائی پر عمل کرنے میں ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہی بتایا ہے کہ یہ ورلی زندگی متاع الغرور ہے، دھوکے کا عارضی سامان ہے۔ پس عارضی سامان کے پیچھے ہم کیوں اپنی زندگیاں برباد کر رہے ہیں۔

جو دوسری آیت میں نے تلاوت کی ہے وہ نکاح کے خطبے میں بھی پڑھی جاتی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے کے بعد تقویٰ اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے کہ ایمان تقویٰ کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا۔ ایمان اور تقویٰ کا یہ مضمون میں نے کل بھی بیان کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تقویٰ پر چلنے والی ہر جان کا یہ کام ہے کہ وہ اپنی کل پر نظر رکھے۔ یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے۔ صرف حال کی حالت نہ ہو مستقبل کی بھی فکر ہو۔ یہ دنیا کے سامان تو آج کی چیزیں ہیں کل نہیں ہوں گی۔ کل کے کام آنے والی چیز تقویٰ ہے، وہ نیکیاں ہیں جو تم نے اس جہان میں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی ہے جن کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ دولت اور دنیاوی عزت اور دنیاوی علم یا فیشن یا اس قسم کی چیزیں ان چیزوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سوال نہیں کرے گا۔

اسی طرح تمہارا کل تمہاری اگلی زندگی کے علاوہ تمہاری اولاد اور تمہاری نسل بھی ہے۔ اس کی تربیت تقویٰ کی بنیادوں پر کرو تو یہ اولاد بھی تمہارے درجات کی بلندی کے کام آئے گی۔ نیک اولاد دین پر قائم رہنے والی اولاد تمہارے لیے دعا کرنے والی اولاد ہو گی۔ دین کو دنیا پر مقدّم کرنے والی اولاد تمہارے درجات کی بلندی کا ذریعہ بنے گی۔ پس عورت کے ذمہ اولاد کی تربیت کی جو ذمہ داری ڈالی گئی ہے اس کا حق ادا کرتے ہوئے اسے پورا کرنے سے ہی اس بات کا اظہار ہو گا کہ تم کل کے لیے کیا آگے بھیج رہے ہو۔ اگر مائیں بچوں کی صحیح تربیت بچپن سے کریں تو الا ماشاء اللہ نیک اولاد پروان چڑھے گی، دین پر قائم رہنے والی اولاد پروان چڑھے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) تمہارے ہر عمل سے خوب باخبر ہے۔ وہ ہر وقت ہمیں دیکھ رہا ہے۔ ہماری سوچوں کو بھی جانتا ہے۔ ہماری مخفی باتوں کو بھی جانتا ہے۔ ہماری نیتوں کو بھی جانتا ہے۔ پس اسے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ اسے یہ علم ہے کہ ہم جب اپنے آپ کو زمانے کے امام سے منسوب کرتے ہیں تو کس حد تک اس کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ اپنے عملوں سے ہم کس حد تک اپنے آپ کو مسیح موعود کی جماعت سے جڑنے کا حق دار بنا رہے ہیں۔ اپنی اولاد کی تربیت سے کس حد تک ہم انہیں ایک احمدی بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ احمدی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں بنانا چاہتے ہیں۔ اگلی نسلوں کی تربیت اور ان کو دین پر قائم رکھنے اور ان کے دین کی حفاظت آپ کا کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کے لیے آپ کو نگران بنایا ہے۔ آج کی مائیں بھی اور وہ لڑکیاں بھی جو کل ان شاء اللہ تعالیٰ مائیں بننے والی ہیں اس بات کو سمجھیں، غور کریں، منصوبہ بندی کریں، اپنی حالتوں کے جائزے لیں، اپنے دینی علم کو بڑھائیں، دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا کرنے کے لیے ان تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں جو ممکن ہیں۔ اپنی نسلوں کے ذہنوں میں یہ بات راسخ کریں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہونے کے بعد اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں۔ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے۔ دنیا ہمارا مقصود نہیں ہونی چاہیے۔ دنیا کے لہو و لعب ہمارا مطمح نظر نہیں ہونے چاہئیں۔ پس ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

اگر آپ کے عمل اس تعلیم کے مطابق نہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے۔ اگر ہماری عبادتوں کے وہ معیار نہیں جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔ اگر ہمارے اخلاق کے وہ معیار نہیں جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔ اگر ہماری حیاء کے وہ معیار نہیں جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔ اگر ہمارے آپس کے معاشرتی تعلقات وہ نہیں جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔ اگر ہمارا ظاہر و باطن ایک نہیں۔ اگر ہم بغیر دینی علم میں اضافے کے صرف اس لیے احمدی ہیں کہ ہمارے باپ دادا احمدی تھے تو پھر ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس بات پر نظر نہیں رکھ رہے کہ ہم نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے بلکہ ہم اس دنیا کے عارضی سامان کے دھوکے میں ہی پڑے ہوئے ہیں۔ مرد بھی اور عورتیں بھی۔ پھر آپ کے بچوں کے دین پر قائم رہنے کی بھی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ پھر اس بات کی بھی کوئی ضمانت نہیں کہ آپ اور آپ کی اولادیں اللہ تعالیٰ کی دائمی جنتوں کو حاصل کرنے والی بن سکیں گی۔ پس اگر اپنی اور اپنی نسلوں کی دنیا و عاقبت سنوارنی ہے تو بڑی سنجیدگی سے، بڑی کوشش سے، بڑے مجاہدے سے ہمیں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی کوشش کرنی پڑے گی ۔ اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ کسی کے ماں باپ کتنے نیک تھے یا انہوں نے کتنی قربانیاں دیں یا کتنی مالی اور جانی قربانیاں پیش کیں۔ اُن کے عمل کا صلہ اُنہیں ملے گا اور ہمارے عمل کا صلہ ہمیں ملنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت فاطمہؓ کے بارے میں بھی فرمایا تھا جو آپؐ کو اپنے سب بچوں سے پیاری تھیں کہ وہ بھی اس لیے نہیں بخشی جائے گی کہ میری بیٹی ہے۔ رسول اللہ کی بیٹی ہونے کی وجہ سے نہیں بخشی جائے گی بلکہ فرمایا کہ تمہارے عمل ہی تمہارے کام آئیں گے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب فی قولہ تعالیٰ وانذر عشیرتک الاقربین حدیث:204)

تو پھر باقیوں کو کس قدر کوشش کرنی چاہیے اور ہمارے لیے کتنا خوف کا مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی عورت اور مرد کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہوئے اپنے عملوں کو اس طرح ڈھالیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن جائیں۔ اس دنیا کے عارضی سامانوں کی بجائے اس بات پر نظر رکھنے والے ہوں کہ ہم نے اپنے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔

پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مخالفانہ پیشگوئی لیکھرام بابت پسر موعود کا تقابلی نقشہ

دونوں پیشگوئیوں کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ پنڈت لیکھرام مسلسل حضرت مرزا صاحب کی ذریّت کے خاتمہ کی پیشگوئی کر رہا تھا۔جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ہاں جلیل القدر بیٹے کی پیدائش کی پیشگوئی کرتے تھے۔تاریخ گواہ ہے کہ لیکھرام سے اس کے خدا کی غیرت نے کیا سلوک کیا اور خدا تعالیٰ کی تائید نے کس شان کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ساتھ دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی گئی آسمانی بشارتیں کس صفائی سے پوری ہوئیں او رکس طرح یہ بچہ (پسر موعود) ناموافق حالات کے باوجود اور دشمن کی قہری نگاہوں کے علی الرغم بڑھتا، پھولتا اور پھلتا رہا۔حتیٰ کہ اس مقام محمود تک جا پہنچا جس کی اس کے حق میں خوشخبری دی گئی تھی۔1885ء سے 1897ء تک گیارہ سال کے عرصہ میں تقابلی موازنہ کریں تو فوراًدو اور دو چار کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں بے ساختہ ہاتھ اُٹھتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی مبشر اولاد اور جماعت کو ایسی حیرت انگیز ترقیات و نصرتوں سے نوازا کہ ساری دنیا حیرت زدہ ہو کر رہ گئی جبکہ لیکھرام نے اپنے اس مصنوعی اور بناوٹی الہام میں ناکامی اور نامرادی کا عبرت ناک نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

اس تناظر میں سیدنا حضرت مرزاطاہراحمدخلیفۃالمسیح الرابعؒ کاتیار کردہ ایک تقابلی موازنہ قارئین کے لئے دلچسپی اور ازدیادِایمان کا موجب ہوگا۔ (ایڈیٹر)

پیشگوئی حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ بہ نسبت مصلح موعودؓ

- ’’خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔‘‘
- ’’تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔‘‘
- ’’سو قدرت اور رحمت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔‘‘
- ’’اے مظفر! تجھ پر سلام‘‘
- ’’خدا نے کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔‘‘
- ’’اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔‘‘
- ’’میں تیرے ساتھ ہوں۔‘‘
- ’’سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک ذکی غلام لڑکا تجھے ملے گا۔وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے ہوگا۔‘‘
- ’’اس کا نام عمنوائل اور بشیر بھی ہے۔‘‘
- ’’مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔‘‘
- ’’وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔‘‘
- ’’وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔‘‘
- ’’وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔‘‘
- ’’اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔‘‘
- ’’نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔‘‘
- ’’اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔‘‘
- ’’اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔‘‘
- ’’میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔‘‘
- ’’مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت ہوں گے۔‘‘
- ’’تیری ذریّت منقطع نہ ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گی۔‘‘

دیکھو یہ خدا کا فیصلہ ہے جس فیصلہ کو لیکھرام نے اپنے پر میشر سے مانگا تھا تا صادق اور کاذب میں فرق ظاہر ہو جائے

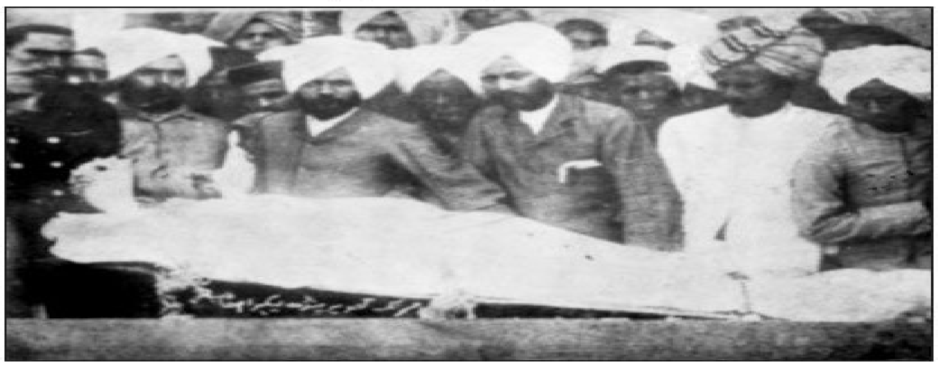

(حقیقۃالوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ306)

مخالفانہ پیشگوئی پنڈت لیکھرام بہ نسبت پسر موعود

- ’’رحمت کا نہیں زحمت کا کہا ہوگا آپ تو ہر بات کو الٹی سمجھتے ہیں اور ’’ر،ز‘‘ میں امتیاز نہیں رکھتے۔‘‘
- ’’خدا اس سفر کو نہایت منحوس بتلاتا ہے آپ نے شاید لودہانہ میں بنا کنجر کی سرائے میں جیل خانہ کے متصل فروکش ہونے کو مبارک سمجھا ہوگا۔‘‘
- ’’خداکہتا ہے میں نے قہر کا نشان دیا ہے۔رحمت کا نشان توصرف بنا کنجر کی سرائے تھی اور بس۔‘‘
- ’’اے منکر و مکار تجھ پر آلام‘‘

’’خدا کہتا ہے کہ میں جلد مصنوعی کوفی النار کروں گا اور قبر سے نکال کر جہنم میں ڈالوں گا۔‘‘
’’آج تک گویا جس کا نام اسلام ہے وہ محض خیال خام تھا اور جس کا نام قرآن تھا وہ شرف کے مرتبہ سے برکسران تھا اب مرزا کی بدولت شرف ومرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا اور قرآن و اسلام کا نام باہر ہوگا۔‘‘

- ’’مرزا ہی کے منہ سے ثابت ہوا کہ اب تک دین اسلام میں باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ موجود تھا اور حق مع اپنی برکتوں کے مفقود۔اب ساحر قادیانی کے وجود سے حق آوے گا اور باطل جاوے گا۔‘‘
- ’’پہلے پیشوایان کے ساتھ کون تھا؟کیا شیطان بے عنوان تھا۔البتہ خدا کا یہ فرمان تھا کہ مرزا کا ساتھی نہیں، اس کا مدد گار شیطان ہے۔‘‘
- ’’خدا نے یہ فقرہ سن کر مسکرا کر فرمایا کہ تو اس فریب کو سمجھا؟ عرض کیا کہ میں تو دو کوس کے فاصلہ پر رہتا ہوں مجھے کیا معلوم ہے...کیا واقعی لڑکا ہوگا فرمایا ’’نہیں لڑکی۔ مگر اپنا الہام سچا کرنے کو مرزا اس وقت ضرور فریب کھیلے گا اور اسی وقت ہم تجھ کو اطلاع دیں گے۔

مرزا صاحب اب میرا سوال یہ ہے کہ آپ کے یہ لڑکااب کی دفعہ ہوگا یا دوسری نوبت الہام میں؟ تاہم عبارت اصل لکھی ہے کہ اگر اب کی دفعہ لڑکا ہوگیا تو الہام سچا ثابت ورنہ دوسری دفعہ کی تاریخ بتادیں گے۔کیوں صاحب! اب خدا نے آپ کو پاک اور ذکی لڑکا دینے کی بشارت دی ہے۔کیا پہلے لڑکے دو کر یہ منظر ، ناپاک ترغبی ہیں اور کیا اپنی ذریت سے ہونے میں کچھ شبہ بھی ہے؟ مرزا صاحب ! واقعی اب آپ کے کمالات پیغمبروں کے ساتھ خوب مشابہ ہو چلے...‘‘

- ’’ہم نے سنا خدا کہتا ہے اس کا نام عزرائیل اور شریر بھی ہے۔‘‘
- ’’خدا کہتا ہے کہ وہ آسمانی گولا نہایت منحوس ہے جو پاتال کو جاتا ہے۔‘‘
- ’’شاید صاحب ذلت و نحوست و نکبت ہوگا۔‘‘
- ’’خدا کہتا ہے کہ وہ مرزا کی طرح دنیا میں آکر اعزاز شیطانی نفس اور روح منحوس کی نحوست سے بہتوں کو دائم المریض کر کے واصل فی النار کرے گا اور آخر کو خود بھی اس میں پڑے گا اور اس کا خرد جال ہوگا۔‘‘
- ’’وہ نہایت غبی اور کو دن ہوگا۔‘‘
- ’’خدا کہتا ہے وہ نہایت غلیظ القلب ہوگا اور علوم صوری و معنوی سے قطعی محروم ہوگا۔‘‘
- ’’آیا آپ اور آپ کے دونوں لختِ جگر ظلم محض تھے جن کو خدا نے اپنے قہر اور غضب کے قطران سے متعفن اور گندہ کیا اس کو بھی خدا اسی تھیلی کا بٹا بتاتا ہے۔‘‘

’’کیا پہلا ثلاثہ امیروں فقیروں کی قید کا باعث ہوا۔اب خدا کہتا ہے کہ وہ دائم الحبس ہوگا۔‘‘

- ’’پہلا ثلاثہ کیوں گمنام رہا؟ اب کہتا ہے محض خلاف ہےاس رذیل کا نام قادیان میں بھی بہت سے نہ جانیں گے۔‘‘
- ’’شاید خدا کہتا ہے کہ میں مرزا کی ذریت کو منقطع کروں گا اور نحوست دوں گا۔

مرزا صاحب!آپ ہر ایک بات کو الٹی ہی سمجھتے ہیں ۔

نہ	ہو	کیونکر	تمہارا	کار	الٹا
تم	الٹے	بات	الٹی	یار	الٹا‘‘

- ’’بعض قادیانی ہے اصل میں لکھو حکم ربانی ہے۔‘‘
- ’’آپ کی ذریّت بہت جلد منقطع ہو جائے گی۔غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی۔‘‘

(سوانح فضل عمر جلد اوّل صفحہ 59تا63)

ڈاکٹر فضل الرحمٰن بشیر۔ تنزانیہ

کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا

5 مارچ 1897 کا دن اور دوپہر کے قریب کا وقت ہے۔پورے لاہور میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل چکی تھی کہ میو ہسپتال کے ایمر جنسی وارڈ میں ایک درمیانی عمر کا شخص خون میں لت پت اس حالت میں لایا گیا ہے کہ اُس کا پیٹ پھٹا ہُوا اور انتڑیاں کسی تیز دار آلے سے کٹی ہُوئی تھیں اور مُنہ سے بچھڑے کی آواز جیسی آوازیں نکل رہی تھیں۔خوف و ہراس کا عجیب منظر تھا۔ ڈاکٹرز کی ایک ٹیم فوری طور پر مریض کو طبی امداد دینے کیلئے بلائی گئی۔ ان میں ایک نوجوان ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ بھی تھے۔ ان کے ایک ساتھی ڈاکٹر نے کسی کام کے سلسلہ میں انہیں مرزا صاحب کہہ کر آواز دی تو یہ زخمی شخص تڑپنے لگا اور خوف سے اس پر کپکپی طاری ہو گئی۔ اس کی جان بچانے کی پوری کوشش کی جا رہی تھی ۔ شام کے وقت اس کا آپریشن کیا گیا مگر شدید زخموں کی تاب نہ لاتے ہُوئے یہ بدنصیب اگلے دن 6 مارچ (عید الفطر سے اگلے دن)کو اس جہان فانی سے کُوچ کر گیا۔ اس شخص کا نام لیکھرام تھا جو ہندو آریہ سماج کا بہت بڑا لیڈر تھا مگر انتہائی بد زبان اور گستاخ تھا۔ اسلام اور آنحضرت ﷺاور قرآن مجید کی تحقیر کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا۔جوحضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے نتیجہ میں روز قیامت تک کے لئے عبرت کا نشان بنا دیا گیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کیا خوب فرماتے ہیں

جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

انیسویں صدی ہندوستان کی مذہبی تاریخ میں انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ملک ہندو مذہب کا اکھاڑہ بنا ہُوا تھا- عیسائیت نے پوری طاقت سے اپنے پنجے گاڑے ہُوئے تھے اور پادریوں کی ایک فوج اسلام کے خلاف صف آرا تھی- ہندوؤں اور سکھوں نے علیحدہ یلغار کی ہوئی تھی۔ ہندوؤں کی دو اہم تحریکیں نمایاں طور پر اُبھر کر سامنے آئیں ان میں ایک برہمو سماج اور دوسری آریہ سماج تھی- برہمو سماج راجہ رام موہن رائے نے 1828ء میں کلکتہ میں قائم کی - جبکہ آریہ سماج کی بنیاد سوامی دیانند سرسوتی نے 1875ء میں ممبئی میں رکھی۔ دونوں تحریکوں نے بے شمار سماجی اصلاحات بھی کیں ۔ برہمو سماج نسبتاًمعتدل رویہ رکھنے والی جماعت تھی جبکہ آریہ سماج سخت کٹر اور بنیادپرست تنظیم تھی اور وید کے علاوہ تمام مذہبی صحیفوں کو جھوٹا قرار دیتی تھی۔ سوامی دیانند کی تعلیمات ستیارتھ پرکاش کے نام سے شائع شدہ ہیں۔

لیکھرام اپریل 1857ء میں سید پور ضلع جہلم میں تارا سنگھ اور بھاگ بھری کے ہاں پیدا ہُوا۔ اسے گھر میں لیکھو کے نام سے پکارا جاتا تھا-ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس نے پنجاب پولیس میں ملازمت اختیار کر لی۔بعد میں اس کا پشاور ٹرانسفر کر دیا گیا۔ یہاں اس کا رابطہ آریہ سماج سے ہُوا- لیکھرام سوامی دیانند کی تحریک سے اس قدر متاثر ہُوا کہ پولیس کی نوکری سے استعفیٰ دے دیا اور اپنے آپ کو آریہ سماج کے پرچار کے لئے وقف کر دیا۔ یہ شخص بلا کا خطیب اور مناظر تھا۔ اس نے اردو میں 33 کتابیں تصنیف کیں جو کلیات آریہ مسافر کے نام سے شائع شدہ ہیں۔ اسلام اور بانی اسلام کے خلاف اس کی زبان چھری کی طرح چلتی تھی۔اس کے سر پر مسلمانوں کو ہندو بنانے کی دُھن سوار تھی۔ اپنی اس شعلہ بیانی کی وجہ سے وہ ہندوؤں کی آنکھوں کا تارا بن گیا۔ یہ وہ دور تھا جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اسلام کی حمایت و نصرت کے لئے چمکتے نشانوں کے ساتھ مبعوث کیا گیا۔

؎ دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر جوش ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب براہین احمدیہ کے ذریعہ تمام مخالفین،معاندین مکفرین اور مکذبین کو کھلا چیلنج دیا کہ اسلام ، بانی اسلام اور قرآن مجید کی صداقت و حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے آپ کو مامور کیا گیا ہے اور جو بھی سچائی کا طالب ہو وہ آپ کے پاس آئے اور اپنی تسلی وتشفی کر لے۔

؎ کرامت گرچہ بے نام و نشاں است
بیا بنگر ز غلمان محمد

1885ء میں لیکھرام قادیان آیا اور قریباً دو ماہ تک رہا۔ جاتے وقت ایک کارڈ حضرت اقدسؑ کی خدمت میں لکھ بھیجا کہ آپ میرے لئے خدا سے کوئی نشان طلب کریں- فروری 1886ء میں حضرت اقدسؑ نے پیشگوئی مصلح موعود شائع کی اور لکھا کہ اگر لیکھرام راضی ہو تو اس کے بارہ میں پیشگوئی شائع کی جائے۔ اس پر لیکھرام نے جواب دیا کہ آپ کو میری طرف سے اجازت ہے جو چاہو شائع کرو اور میں(لیکھرام) یہ پیشگوئی کرتا ہوں کہ تم(مرزا صاحب) تین سال کے اندر ہیضے سے ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ حضرت اقدسؑ کی کتاب براہین احمدیہ کے مقابلے میں تکذیب براہین احمدیہ شائع کی اور بہت دل آزار حملے کئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیکھرام کو اس کی بدزبانیوں سے باز رکھنے کی بہت کوشش کی مگر بے سود۔ آخر کار جب اس شخص کی دل آزاری بہت بڑھ گئی اور اس کے ناپاک حملوں نے حضرت اقدسؑ کو مجبور کیا کہ آپ خدا تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں اس کے لئے کوئی نشان طلب کریں تو اللہ جل شانہٗ نے آپ کو الہاماً فرمایا

عِجلٌ جَسَدٌ لَّهٗ خُوَارٌ لَهٗ نَصَبٌ وَّعَذَابٌ یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے- پھر فرمایاسَتَعْرِفُ یَوْمَ الْعِیْدِ وَالْعِیْدُ اَقْرَبُ

یعنی تو اس نشان کے دن کو جو عید کی مانند ہے پہچان لے گا اور عید اس نشان کے دن سے بہت قریب ہو گی- نیز حضرت اقدسؑ نے اپنے ایک شعر میں اسے مخاطب کرتے ہُوئے لکھا

الا اے دشمن نادان و بےراہ
بترس از تیغ بران محمد

چنانچہ اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر حضرت اقدسؑ نے پیشگوئی شائع فرمائی کہ لیکھرام 20 فروری 1893ء سے لےکر 20 فروری 1899ء تک چھ سال کے عرصہ میں خدا تعالیٰ کی قہری تجلی کا نشان بنے گا۔

ایک جلالی کشف
”لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک اور خبر“

آج 2 اپریل 1893ء صبح کے وقت تھوڑی غنودگی کی حالت میں میں نے دیکھا کہ میں ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوں اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں اتنے میں ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اُس کے چہرے پر سے خون ٹپکتا ہے میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہُوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے گویا انسان نہیں ملائک شداد غلاظ میں سے ہے اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اس کو دیکھتا ہی تھا کہ اُس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے........ تب میں نے اس وقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام .... کی سزا دھی کے لئے مامور کیا گیا ہے۔ (برکات الدعا)

واقعہ قتل

لیکھرام کے قتل سے چند ماہ قبل ایک نوجوان اس کے پاس آیا اور اسے کہا کہ وہ مسلمان ہے مگر اب ہندو ہونا چا ہتا ہے چنانچہ لیکھرام نے بہت خوش ہو کر اسے اپنے پاس رکھ لیا اور 7مارچ 1897ء کا دن مقرر ہوا جب اُسے باقاعدہ طور پر ہندو بنا کر آریہ سماج میں داخل کیا جانا تھا- ہندوؤں نے لیکھرام کو بہت منع کیا کہ یہ شخص اُس کے لئے بہت خطرناک ہو سکتا ہے مگر لیکھرام نے انکار کر دیا اور اس نوجوان کو اپنے مزید قریب کر لیا- 5 مارچ (عید الفطر) کو لیکھرام اپنے مکان واقع شاہ عالم مارکیٹ لاہور میں بالائی منزل پر بیٹھا کوئی تحریری کام کر رہا تھا اور یہ نوجوان بھی اس کے قریب ہی بیٹھا ہُوا تھا کہ لیکھرام نے تھک کر انگڑائی لی- موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہُوئے اس نوجوان نے سُرعت کے ساتھ ایک تیز خنجر لیکھرام کے پیٹ میں گھسا دیا اور اسے بار بار گھمایا تاکہ انتڑیاں پوری طرح کٹ جائیں۔ لیکھرام کے مُنہ سے ذبح کئے ہُوئے بچھڑے کی طرح سے آوازیں نکلیں۔ نیچے صحن میں لیکھرام کی بیوی اور والدہ بیٹھی ہُوئی تھیں وہ دوڑ کر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آئیں - وہ نوجوان آہستہ آہستہ چلتا ہوا دوسرے ملحقہ کمرے میں چلا گیا- لیکھرام کی ماں نے آگے بڑھ کر اس کمرے کا دروازہ بند کر کے باہر سے کنڈی لگا دی- اتنے میں پولیس بھی پہنچ گئی- پولیس کی نگرانی میں کمرے کو کھولا گیا مگر کمرے میں کوئی نہیں تھا اس کمرے میں صرف ایک چھوٹا سا روشن دان تھا جہاں سے چڑیوں کے علاوہ کوئی بڑی چیز نہیں گزر سکتی تھی۔ نیچے گلی میں ایک شادی ہو رہی تھی اور بہت سے لوگ جمع تھے مگر کسی نے بھی قاتل کو جاتے ہُوئے نہیں دیکھا۔ پھر آخر قاتل کہاں گیا اسے آسمان کھا گیا یا زمین نگل گئی؟ یہ قاتل کون تھا؟ کہاں سے آیا تھا اور کہاں چلا گیا کسی کو علم نہیں ۔ حضرت اقدسؑ کے گھر کی بھی تلاشی لی گئی اور پورے ہندوستان کا کونہ کونہ چھان مارا گیا مگر قاتل کا سراغ نہ مل سکا-

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”یقیناً یہ سمجھنا چاہئے کہ جو چُھری لیکھرام پر چلائی گئی یہ وہی چھری تھی جو وہ کئی برس تک ہمارے سیدو مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بےادبی میں چلاتا رہا“ (سراج منیر)

ایک انسان کے اس طرح مارے جانے پر بحثیت انسان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی دکھ ہوا- آپؑ نے فرمایا

ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے درد بھی ہے اور خوشی بھی- درد اس لئے کہ اگر لیکھرام رجوع کرتا زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بدزبانیوں سے باز آ جاتا تو مجھےاللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کے لئے دعا کرتا اور میں امید رکھتا تھا کہ اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا تب بھی زندہ ہو جاتا ....اور خوشی اس بات کی ہے کہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہُوئی۔

وہ لیکھرام تو اپنے انجام کو پہنچ چکا مگر خدا تعالیٰ نے ہماری آنکھوں کو ایک اور لیکھرام کی عبرتناک موت کا نشان دکھانا تھا اور وہ اس زمانہ کا لیکھرام تھا جس کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔

ہے ترے پاس کیا گالیوں کے سوا
ساتھ میرے ہے تائید ربّ الوریٰ
کل چلی تھی جو لیکھو پہ تیغ دعا
آج بھی اذن ہو گا تو چل جائے گی

اور پھر نہ صرف ہم نے بلکہ پوری دنیا نے وہ تیغ دعا چلتی ہوئی دیکھی۔آئندہ بھی خدا تعالیٰ کی غیرت مسیح محمدی کے غلاموں کو ایسے نشان دکھاتی رہے گی۔(انشاء اللہ)

چوہدری منیر احمد ۔امریکہ

حضرت مفتی محمد صادقؓ کی امریکہ میں بطور پہلے مبلغ آمد

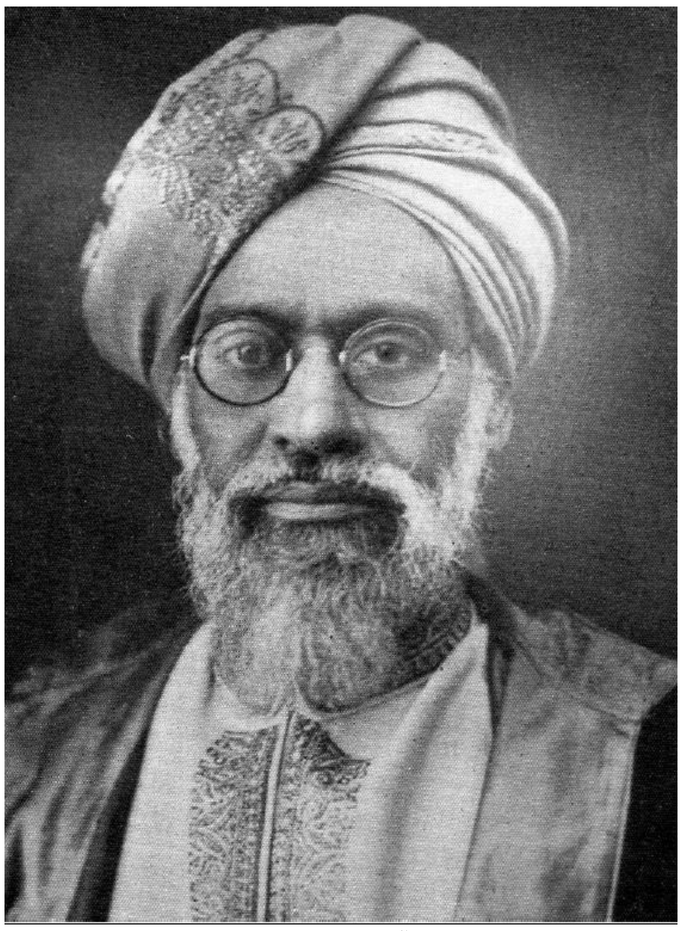

آج سے ایک سو سال قبل مورخہ 15فروری 1920ء کو حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق لندن سے بحری جہاز کے ذریعہ فلاڈلفیا شہر کی بندرگاہ پر پہلے مبلغ سلسلہ کے طور پر پہنچے۔ آتے ہی امیگریشن افسر نے انٹرویو لیا اور آمد کی وجہ پوچھی آپ نے بتایا کہ اس خطہ ارض پر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے مبلغ کے طور پر آئے ہیں۔ اُس زمانہ میں امریکہ آنے سے قبل ویزا لینے کا رواج نہیں تھا امیگریشن افسر جس کو داخلہ دیتا تھا اُسے داخلہ کی اجازت ملتی مگر کبھی کبھار کسی کو داخلہ سے منع کر کے اُسی جہاز پر واپس بھجوا دیا جاتا تھا۔

حضرت مفتی صاحب سے طویل انٹرویو لیا گیا جس میں یہ بھی پوچھا گیا کہ کیا آپ بھی باقی مسلمانوں کی طرح تعدّدِ ازدواج پر یقین رکھتے ہیں، حضرت مفتی صاحب نے پورے اعتماد سے جواب دیا جی ہاں میرا بھی یہی عقیدہ ہے جو میرے پیارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہو کر ہماری مقدس کتاب قرآن شریف میں بیان ہوا ہے۔ امیگریشن افسر نے پوچھا کہ کیا تم اس تعدّدِ ازدواج کی تبلیغ بھی یہاں کرو گے ؟حضرت مفتی صاحب نے جواب دیا یقیناً ایسا بھی کروں گا۔ امیگریشن افسر نے کہا تمہیں پتہ ہے کہ یہ ہمارے قانون کے خلاف ہے۔ اس پر حضرت مفتی صاحب نے جواب دیا کہ ہم احمدی مسلمان کوئی چیز قانون کے خلاف نہیں کرتے، مگر یہ قانون انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں اور ان کو باہم افہام و تفہیم سے بنایا جاتا ہے یہ تبدیل بھی ہو جاتے ہیں۔ اس پر امیگریشن افسر نے حضرت مفتی صاحب کو حکم دیا کی تمہیں ہم امریکہ میں داخلہ نہیں دے سکتے کیونکہ تم اپنی تعلیمات پھیلا کر ہمارے ماحول اور طرز زندگی کو بدلنے کی کوشش کرو گے اور امریکہ میں بگاڑ پیدا کرسکتے ہو، اس لئے جس بحری جہاز سے آئے ہو اسی کے ذریعہ واپس چلے جاؤ، حضرت مفتی صاحب نے امیگریشن افسر سے مؤدبانہ طور پر پوچھا کہ سر میرے لئے اور کیا آپشن ہے۔ امیگریشن افسر نے کہا کہ آپ کو گرفتار کر کے جج کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اور مقدمہ چلائیں گے، کہ تم افسر کی بات ماننے سے انکاری ہو۔ حضرت مفتی صاحب نے جواب دیا یہ دوسری آپشن مجھے منظور ہے۔ اس پر آپ کو اُسی شام گرفتار کر کے قید خانہ بھجوا دیا گیا۔ حضرت مفتی صاحب جیل میں مقدمہ کی کارروائی کا انتظار کرنے لگے اور باقی قیدیوں کو تبلیغ اسلام میں مصرف ہوگئے اور سیدی و آقائی حضرت مصلح موعود رضی اللہ کو سارا ماجرہ لکھ بھجوایا۔ اور تقریباً روز ہی آپ خط لکھ کر حضور کی خدمت میں حالات لکھتے اور تبلیغ کی رپورٹ ڈاک کے حوالے کرتے۔ اس دوران جیل میں ہی بعض رپورٹس کے مطابق آپ سترہ اور بعض کے مطابق بائیس افراد کو دائرہ اسلام میں داخل کر چکے تھے جن میں دوران سفر جہاز میں مسلمان کئے گئے احمدی مسلمان بھی شامل ہیں۔

جب آپ کو جج کے سامنے پیش کیا گیا تو جج آپ کی شخصیت اور آپ کے لباس سے بہت متاثر ہوا اور دلچسپ مکالمہ کے بعد جج نے حضرت مفتی صاحب کو امریکہ میں قانونی داخلے کی اجازت دے دی۔ اس دوران سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ کے ولولہ انگیز جوابی خطوط بھی حضرت مفتی صاحب کو ملے جن میں یہ بشارت بھی تھی کی دنیا کی کوئی طاقت آپ کو امریکہ میں داخلہ سے نہیں روک سکتی۔

حضرت مفتی صاحب نے رہا ہونے کے بعد فلاڈلفیا شہر میں پہلا مرکز قائم کیا اور کچھ عرصہ میں ہی حالات کا جائزہ لینے کے بعد فیصلہ فرمایا کہ فلاڈلفیا ایسٹ کوسٹ کا شہر ہے اور غالباً رسل و رسائل کے لحاظ سے میڈ ویسٹ ریجن میں شکاگو شہر زیادہ بہتر ہے اس لئے شکاگو شہر منتقل ہوگئے۔ وہاں Wabash Ave پر ایک دو منزلہ مکان میں مشن ہاؤس قائم کر دیا۔ فلاڈلفیا قیام کے دوران اس شہر کے علاوہ نیویارک اور باسٹن تک کی کئی سعید روحوں کو آپ دائرہ احمدیت میں داخل کر چکے تھے۔ شکاگو نقل مقانی کے بعد تبلیغ کا سلسلہ اور وسعت اختیار کر گیا۔ مختلف سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں آپ اپنا مخصوص لباس شلوار قمیض اور لمبا کوٹ پہن کر جاتے اور مرجع خاص و عام ہوجاتے۔ اس وقت معروف سیاہ و سفید کی تحریک عروج پر تھی۔ بلیک مسلم تحریک کے بانی عالیجاہ محمد آپ کے گرویدہ ہوگئے اور اُنہوں نے شکاگو سے تین چار گھنٹے کی مسافت پر ڈیٹرائیٹ شہر میں اُن کی مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے آپ کو مدعو کیا۔ اور اس تحریک کے بہت سے لوگ احمدیت میں داخل ہوگئے۔ شکاگو قیام کے دوران وہاں کی ایک یونیورسٹی نے آپ کے علم و فضل کے پیش نظر ڈاکٹر آف ڈوینیٹی کی ڈگری سے نوازا۔ تین سال آپ امریکہ میں تبلیغ اسلام میں مصروف رہے اس کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر واپس قادیان تشریف لے گئے۔ آپ کے بعد حضرت مولوی محمد دین (سابق صدر صدر انجمن احمدیہ ربوہ) امریکہ کے دوسرے مبلغ کے طور پر تشریف لائے۔

مورخہ 15فروری سال 2020ء کے دن حضرت مفتی محمد صادقؓ کی امریکہ آمد اور جماعت کے قیام کو ایک سو سال پورے ہونے پر امریکہ کی تمام جماعتی مساجد اور مشن ہاؤسز پر چراغاں کیا گیا۔ 80 سے زیادہ شہروں میں ہر جگہ دن کا آغاز نماز تہجد سے کیا گیا اور فجر کے بعد ناشتہ اکٹھے کیا اور مرکزی مسجد بیت الرحمان میں خدام انصار لجنہ اور اطفال نے شکرانے کے طور پر سترہ ہزار خشک فروٹ اور کھانے کے پیکٹس تیار کر کے ضرورت مند افراد کے لئے ہیومینٹی فرسٹ کے حوالے کئے۔ شام 4 بجے مسجد بیت الرحمان میں استقبالیہ تقریب کا انعقاد تھا جس میں جماعت کے علاوہ معززین شہر نے بھی شرکت کی۔ نماز مغرب وعشاء کے بعد ڈنر کا انتظام تھا اس طرح اس دن کا اختتام ۔الحمدُ للّٰہ۔ **تفصیلی رپورٹ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔**

توبہ کا دروازہ کھلا ہے

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے قتل کئے تھے۔ آخر اس کے دل میں ندامت پیدا ہوئی اور اس نے اس علاقے کے سب سے بڑے عالم کے متعلق پوچھا تاکہ وہ اس سے گناہ سے توبہ کرنے کے بارہ میں پوچھے ۔ اسے ایک تارک الدنیا عابد زاہد کا پتہ بتایا گیا۔ وہ اس کے پاس آیا اور کہا اس نے ننانوے قتل کئے ہیں ۔ کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا ایسے آدمی کی توبہ کیسے قبول ہو سکتی ہے اور اتنے بڑے گناہ کیسے معاف ہو سکتے ہیں ۔ اس پر اس نے اس کو بھی قتل کر دیا ۔ اس طرح پورے سو قتل ہو گئے۔ پھر اسے ندامت ہوئی اور اس نے کسی اور بڑے عالم کے متعلق پوچھا ۔ اسے ایک بڑے عالم کا پتہ بتایا گیا۔ وہ اس کے پاس آیا اور کہا میں نے سو قتل کئے ہیں کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں کیوں نہیں توبہ کا دروازہ کیسے بند ہو سکتا ہے اور توبہ کرنے والے اور اس کی توبہ کے قبول کرنے والے کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے۔ تم فلاں علاقے میں جاؤ۔ وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوں گے اور دین کے کام کررہے ہوں گے۔ تم بھی ان کے ساتھ اس نیک کام میں شریک ہو جاؤ اور ان کی مدد کرو۔ نیز اپنے اس علاقے میں واپس نہ آنا کیونکہ یہ برا اور فتنوں والا علاقہ ہے۔ چنانچہ وہ اس سمت میں چل پڑا لیکن ابھی آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ اسے موت نے آ لیا۔ تب اس کے بارے میں رحمت اور عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتے کہتے تھے کہ اس شخص نے توبہ کر لی ہے اور اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا ہے اس لئے ہم اسے جنت میں لے جائیں ۔ عذاب کے فرشتے کہتے تھے کہ اس نے کوئی نیک کام نہیں کیا۔ یہ کیسے بخشا جا سکتا ہے۔ اسی اثناء میں ان کے پاس ایک فرشتہ انسانی صورت میں آیا۔ اس کو انہوں نے اپنا ثالث مقرر کر لیا۔ اس نے دونوں کی باتیں سن کر کہا جس علاقے سے یہ آ رہا ہے اور جس کی طرف یہ جا رہا ہے ان دونوں کادرمیانی فاصلہ ناپ لو۔ اس میں سے جس علاقے سے وہ زیادہ قریب ہے وہ اسی علاقے کا شمار ہو گا۔ پس انہوں نے فاصلہ کو ماپا تو اس علاقے کو زیادہ قریب پایا جس کی طرف وہ جا رہا تھا ۔ اس پر رحمت کے فرشتے اسے جنت کی طرف لے گئے۔

(صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب قبول توبۃ القاتل)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

سید شمشاد احمد ناصر۔امریکہ

جماعت احمدیہ امریکہ کی صدسالہ تقریبات اور خداتعالیٰ کے حضوراظہارِ تشکر

پیغام حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ

مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ امریکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ نے جماعت احمدیہ امریکہ کے قیام کو سو سال پورے ہونے پر اظہار تشکر کا دن منانے کے لئے جماعت امریکہ کے نام پیغام بھجوانے کی درخواست کی تھی۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ آج سے ٹھیک ایک سو سال پہلے 15 فروری کو امام الزماں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا جو پیغام لے کر وہاں گئے اور جس روح اور جذبے سے انہوں نے کام کیا اور بہت سی سعید روحوں کو اسلام احمدیت میں داخل کیا افسوس کہ ان کے بعد وہ نسلیں احمدیت سے دور چلی گئیں اور جماعت سے سنبھالی نہیں گئیں۔ اس پس منظر میں اس موقع پر ایک تو میرا آپ کو یہ پیغام ہے کہ آپ بھی آج اسی جذبہ اور روح کے ساتھ ایک بار پھر امریکن قوم کو اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ مصروف عمل ہو جائیں اور دوسرے ان سعیدروحوں کی وہ نسلیں جو پہلے ہم سے سنبھالی نہیں گئیں انہیں تلاش کر کے واپس لائیں اور ان سے رابطہ کر کے ان کو دوبارہ احمدیت کی آغوش میں لائیں جس طرح کہ میں نے گزشتہ ایک سفر کے دوران پہلے بھی وہاں کے ان ابتدائی احمدیوں کی نمائش میں لگی تصویریں دیکھ کر آپ لوگوں کو ان سے رابطے کرنے کا کہا تھا۔ اس لئے اب یہ 100 سال صرف گزرے ہوئے 100 سال منانے کے لیے نہ ہوں بلکہ ایک نئے جذبے کے ساتھ احمدیت کی تعلیم اور تبلیغ کو پھیلانے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دینے کے ہوں اور حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ والے اس جذبہ اور روح کو اپنے اندر زندہ کر کے سعید روحوں کی تلاش کا کام کرنے کے ہوں تاکہ آئندہ جس جس طرح وہاں جماعت پھیلے اسی طرح اس کی تعلیم اور تربیت کے انتظام بھی ہوتے رہیں۔ اللہ آپ کو اس کی توفیق دے اور ساری امریکن جماعت کو مل کر اس مقصد کے حصول کیلئے محنت اور کوشش کرنے کی ہمت اور طاقت عطا فرمائے تا کہ جلد یہ ملک بھی اسلام احمدیت کی آغوش میں آ کر اللہ اور اس کے رسولؐ کے نور سے منور ہو جائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

(دستخط)

خلیفۃ المسیح الخامس

حضرت مصلح موعودؓ نے 1920ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے ایک نوجوان صحابی حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادقؓ کو امریکہ میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تبلیغ کیلئے بھجوایا۔حضرت مفتی محمد صادقؓ 15فروری 1920ء کو فلاڈلفیا پہنچے۔یہاں آتے ہی آپ کو قید کردیاگیا۔ کیونکہ آپ کے عقائد امیگریشن یا ملکی قوانین کے مخالف تھے۔ حضرت مفتی محمد صادقؓ نے قید خانہ ہی میں تبلیغ کا اہم فریضہ سرانجام دیناشروع کردیاجس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے چند سعید روحیں حلقہ بگوش اسلام ہو گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا اورحضرت مصلح موعودؓ کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشااورآپ کو جلد ہی رہائی نصیب ہوگئی۔آپ نے فوری طور پر اعلائے کلمۃاللہ کیلئے فلاڈلفیا میں ، نیویارک،ڈیٹرائٹ،شکاگواوردیگر شہروں میں جاری رکھا۔الحمدللہ علیٰ ذٰلک

حضرت مفتی محمد صادقؓ مبلغ کے طورپرامریکہ کی سرزمین پر پہنچے۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سےایک سوسال پورے ہورہے ہیں۔چنانچہ اس دن کی یاد میں اورخداتعالیٰ کے حضوراظہارشکر کےطورپرامریکہ کی تمام جماعتوں ،مساجد اورمشن ہاؤسز پرچراغاں کیاگیا۔

دن کاآغازباجماعت نمازِتہجد سے ہوا۔نمازفجرکےبعدخداتعالیٰ کی حمداورشکر کےطورپردرس بھی دیاگیا۔

اگرچہ احمدیت کی تبلیغ اورباقاعدہ مشن کا آغاز حضرت مفتی محمد صادقؓ کی آمد پر ہوامگریہ بھی یاد رہے کہ احمدیت کاپیغام تواس سرزمین پر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کےمبارک زمانہ ہی میں پہنچ چکاتھا اوراسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نےاس سرزمین پربسنے والوں کوحضرت مسیح موعودؑ کی قبولیت دعاکا نشان مباہلہ کی صورت میں جوالیگزینڈرڈوئی کی ہلاکت کی صورت میں واقع ہوا تھا،دکھایا۔

گزشتہ 5-6سالوں سے جماعت احمدیہ امریکہ صدسالہ تقریبات کومنانے کی تیاری کررہی ہے۔مکرم ڈاکٹراحسان اللہ ظفر سابق امیر جماعت احمدیہ امریکہ نے اس کیلئے ایک کمیٹی بنائی تھی۔اس کےبعداب گزشتہ 3-4سال سے جماعت احمدیہ امریکہ کےموجودہ امیرمکرم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مغفوراحمد کی رہنمائی میں وہ کمیٹی کام کر رہی ہے۔اس کمیٹی کےچیئرمین مکرم ناصرمحمودملک اورسیکرٹری مکرم امجد محمود خان ہیں۔خاکسارکوبھی اس کمیٹی کاممبر ہونےکی سعادت نصیب ہے۔

اس مبارک موقع پر مکرم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مغفوراحمد نے حضورانور کی خدمت میں پیغام ارسال کرنےکی درخواست کی تھی۔

15فروری کوساری جماعتوں نےاس پروگرام کی روشنی میں اپنے دن کا آغازنماز تہجد،نماز فجر اور درس سے کیا۔

ہر جگہ ایک جوش،جذبے اورولولے کےساتھ جماعت احمدیہ کے ممبران نے نمازتہجد اورنماز فجرباجماعت میں حصہ لیااورخداتعالیٰ کے حضوراس کی نعمتوں اور کامیابیوں پر شکراداکیا۔

جماعت احمدیہ میں سب سے بڑاانعام تواس وقت خلافت احمدیہ کی صورت میں ہےاور حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے قیام خلافت کےدوران خلافت کی اہمیت،برکات،مقام اور اس کی ضرورت کو بارباراجماعت کےدلوں میں نہ صرف بٹھایا بلکہ اس غرض سے ’’یوم خلافت‘‘کومنانے کی بھی تحریک فرمائی۔

اس لئے جماعت احمدیہ جہاں خدا کے حضور سجداتِ شکر بجا لاتی ہےوہاں اس امر پر بھی خداکاشکراداکرتی ہے کہ جماعت ایک ہاتھ پراُٹھی ہے اورصرف اسی کی برکت کی وجہ سے دنیا میں ترقی کی منازل طے کررہی ہے۔

نماز تہجد،نماز فجر اوردرس کے بعد ہرجگہ ساری جماعتوں میں ہرجگہ لنگرخانہ حضرت مسیح موعودؑ سے سب کوناشتہ بھی دیا گیا۔

ساری جماعتوں نے ایک اورخاص پروگرام بھی کیا۔ان میں سرفہرست مسجد بیت الرحمٰن میری لینڈ نیشنل ہیڈکوارٹر،فلاڈلفیا،ڈیٹرائٹ، شکاگو، زائن،ملواکی ،آش کاش،ہیوسٹن ، آسٹن،ڈلس،لاس اینجلس، ٹی نیکس،طوسان،سان فرانسسکو،ڈیٹن،کولمبس،کلیولینڈ،نیویارک، باسٹن، ورجینیا کی جماعتیں،اٹلانٹا،جارجیا، لاس ویگاس،ہیرس برگ، پٹس برگ، وینگرو،پورٹ لینڈ،بالٹی مور،سینٹرل جرسی،شارلیٹ،میامی،نیوآرلینز، روچسٹر، سی آٹل،سینٹ لوئس،تلسہ اوردیگر سب جماعتوں سے یہی اطلاع ہے کہ خداتعالیٰ کے فضل سے ایک بھاری تعداد احمدیوں کی دوردراز سے سفر طے کر کے ان پروگراموں میں شامل ہوئی۔

پروگرام کیلئے جماعت احمدیہ امریکہ کے نیشنل سیکرٹری امورخارجیہ مکرم امجد محمود خان اوران کی ٹیم نے بہت کام کیا اور بروقت جماعتوں کو سلائیڈز اور تقاریر کیلئے انفارمیشن بھجوائیں۔فجزاھم اللہ أحسن الجزاء

تمام صدران نے تلاوت اورنظم کے بعد اس دن کی اہمیت کوواضح کیا اورحضورانور کاپیغام پڑھ کر سنایا۔تمام مبلغین کرام اور مربیان کرام نے بھی اس دن کی اہمیت مثالوں سے واضح کی اورتبلیغ وتربیت کے کاموں میں حضورانور کے پیغام کی روشنی میں وسعت دینے کی طرف جماعت کے ممبران کوتوجہ دلائی۔

یہ پروگرام صد سالہ اظہار شکر ،تقریبات کا صرف ایک حصہ تھا۔تقریبات سارا سال2020ء پرمحیط ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حضورانور کی ہدایات کے مطابق جماعت احمدیہ امریکہ کو بہتر رنگ میں اسی جذبہ کے ساتھ کام کرنے کی توفیق دے جو حضرت مفتی محمد صادقؓ نے دکھایا۔اورہمیں حضورانور کے پیغام کی روشنی میں تمام ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔آمین

6مارچ 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:40	18:13
مدینہ منورہ		05:43	18:10
قادیان		05:28	18:30
ربوہ		05:35	17:46
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:45	17:53